بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ + عَسٰی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴

روزنامہ

الفضل

ربوہ

ایڈیٹر مسعود احمد دہلوی

فون ۴۴۹

جلد ۷۳/۲۸ / اتوار ۸ ربیع الاول ۱۴۰۵ھ ۲ فتح ۱۳۶۳ ہش ۲ دسمبر ۱۹۸۴ء / ۲۷۴

اخبار احمدیہ

ربوہ یکم فتح / دسمبر حضرت سیدہ امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ مدظلہا العالی کی صحت کے بارے میں آج صبح کی اطلاع مظہر ہے کہ

عام طبیعت پہلے سے بہتر ہے

احباب کرام توجہ اور التزام سے دعائیں کرتے رہیں کہ رحیم و کریم شافی مطلق خدا اپنے فضل سے حضرت سیدہ ممدوحہ کو صحت و تندرستی سے رکھے، آپ کا بابرکت سایہ تادیر ہمارے سروں پر سلامت رکھے آمین

Digitized by Khilafat Library Rabwah

• برادرم محترم چوہدری جلال الدین صاحب قمر جنہیں دوبارہ ہارٹ اٹیک ہونے کی وجہ سے میو ہسپتال لاہور لے گئے تھے۔ وہاں جاکر بھی انہیں اس مرض کے دو دفعہ حملے ہو چکے ہیں۔ احباب کی خدمت میں درخواست ہے کہ محترم چوہدری صاحب کے لئے خاص طور پر دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ انہیں شفائے کامل و عاجل سے نوازے۔

(احمد حسین خوشنویس ربوہ)

• خاکسار کو اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے مورخہ ۲۶ نومبر بروز پیر پہلی بچی عطا فرمائی ہے حضور ایدہ اللہ نے شوکت جہاں نام تجویز فرمایا ہے نومولودہ مکرم محمد شفیع صاحب سلیم پوری آف واہ کینٹ کی پوتی اور مکرم چوہدری عبدالکریم صاحب دارالصدر غربی کی نواسی ہے۔ احباب جماعت سے بچی کی درازی عمر اور صالح و نیک ہونے اور والدین کے لئے قرۃ العین ہونے کے لئے دعا کی درخواست ہے

(ناصر احمد قمر۔ مربی سلسلہ)

جماعت احمدیہ کا ۹۲ واں جلسہ سالانہ

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی اجازت سے اعلان کیا جاتا ہے کہ امسال جماعت احمدیہ کا ۹۲ واں سالانہ جلسہ ۲۶، ۲۷، ۲۸ فتح ۱۳۶۳ ہش (دسمبر ۱۹۸۴ء) بروز بدھ، جمعرات، جمعہ ربوہ میں منعقد ہوگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ احباب اس بابرکت جلسہ میں شمولیت کے لئے تیاری شروع کر دیں۔

(ناظر اصلاح و ارشاد)

ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود و مہدی معہود بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ

غریبوں سے جھک کر بات کرنا مقبول الٰہی ہونے کی علامت ہے

اگر میرا بھائی سخت گوئی کرے تو مجھے چاہیئے کہ میں اپنی نمازوں میں اس کیلئے رو رو کر دعا کروں

میں اپنے ساتھ ان لوگوں کو کیا سمجھوں جن کے دل میرے ساتھ نہیں۔

" اگر میرا دینی بھائی اپنی نفسانیت سے مجھ سے کوئی سخت گوئی کرے تو میری حالت پر حیف ہے اگر میں بھی دیدہ دانستہ اس سے سختی سے پیش آؤں بلکہ مجھے چاہیئے کہ میں اسکی باتوں پر صبر کروں اور اپنی نمازوں میں اس کے لئے رو رو کر دعا کروں کیونکہ وہ میرا بھائی اور روحانی طور پر بیمار ہے۔ اگر میرا بھائی سادہ ہو اور کم علم یا سادگی سے کوئی خطا اس سے سرزد ہو تو مجھے تعلیم چاہیئے کہ اس سے ٹھٹھا کروں یا چیں بر جبیں ہو کر تیزی دکھاؤں یا بدنیتی سے اس کی عیب گیری کروں کہ یہ سب ہلاکت کی راہیں ہیں۔ کوئی سچا (مخلص) نہیں ہو سکتا جب تک اس کا دل نرم نہ ہو جب تک وہ اپنے تئیں ہر ایک سے ذلیل تر نہ سمجھے اور ساری مشیختیں دور نہ ہو جائیں۔ خادم القوم ہونا مخدوم بننے کی نشانی ہے اور غریبوں سے نرم ہو کر اور جھک کر بات کرنا مقبول الٰہی ہونے کی علامت ہے اور بدی کا نیکی کے ساتھ جواب دینا سعادت کے آثار ہیں اور غصہ کو کھا لینا اور تلخ بات کو پی جانا نہایت درجہ کی جوانمردی ہے۔ مگر میں دیکھتا ہوں کہ یہ باتیں ہماری جماعت کے بعض لوگوں میں نہیں ..... میں اپنے ساتھ ان لوگوں کو کیا سمجھوں جن کے دل میرے ساتھ نہیں جو اس کو نہیں پہچانتے جس کو میں نے پہچانا ہے اور نہ اس کی عظمتیں اپنے دلوں میں بٹھاتے ہیں اور نہ ٹھٹھوں اور بے راہیوں کے وقت خیال کرتے ہیں کہ وہ ہمیں دیکھ رہا ہے اور کبھی نہیں سوچتے کہ ہم ایک زہر کھا رہے ہیں جس کا نتیجہ بالضرور موت ہے۔ درحقیقت وہ ایسے ہیں جن کو شیطانی راہیں چھوڑنا منظور نہیں۔ یاد رہے کہ جو میرے راہ پر چلنا نہیں چاہتا وہ مجھ میں سے نہیں اور اپنے دعویٰ میں جھوٹا ہے اور جو میرے مذہب کو قبول کرنا نہیں چاہتا بلکہ اپنا مذہب پسندیدہ سمجھتا ہے وہ مجھ سے ایسا دور ہے جیسا کہ مغرب مشرق سے۔ وہ خطا پر ہے کہ سمجھتا ہے کہ میں اس کے ساتھ ہوں۔ میں بار بار کہتا ہوں کہ آنکھوں کو پاک کرو اور ان کو روحانیت کے طور سے ایسا ہی روشن کرو جیسا کہ وہ ظاہری طور پر روشن ہیں۔ ظاہری رویت تو حیوانات میں بھی موجود ہے مگر انسان اس وقت سوجاکھا کہلا سکتا ہے جبکہ باطنی رویت یعنی نیک و بد کی شناخت کا اس کو حصہ ملے اور پھر نیکی کی طرف جھک جائے۔ سو تم اپنی آنکھوں کے لئے ..... حقیقی بینائی ڈھونڈو۔"

(شہادۃ القرآن صفحہ آخری)

پبلشر: مسعود احمد، طابع: سید عبدالحی، مطبع: ضیاء الاسلام پریس ربوہ، مقام اشاعت روزنامہ الفضل، دارالرحمت غربی ربوہ قیمت ۵۵ پیسے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ

۸ ربیع الاول ۱۴۰۵ھ

۲ فتح ۱۳۶۳ ہش

دنیوی لذائذ پر موت وارد کرنے کی اہمیت

اعتداء کی مختلف صورتوں کو واضح کر کے ہم اس امر پر روشنی ڈال چکے ہیں کہ انسان گناہوں سے کس طرح بچ سکتا ہے۔ اس کا طریق یہی ہے کہ انسان اپنی بیچارگی اور بے بضاعتی کا احساس کر کے اللہ تعالیٰ کی عظمت اپنے دل پر مستولی کرے اور ہر ہر قدم پر بذریعہ دعا اس سے اس کی مدد و نصرت اور راہ نمائی کا طالب ہو۔ اگر وہ اپنے آپ کو ایسا بنا لے گا کہ ہر دم آستانۂ الوہیت پر گرا رہے اور حصول نصرت کے لئے اس کے حضور رونے اور گڑگڑانے کو اپنی عادت بنا لے تو پھر یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ خدا تعالیٰ اسے گناہوں سے بچنے کی توفیق عطا نہ کرے۔ اس کے حضور رونے اور گڑگڑانے والے کیا صغیرہ اور کیا کبیرہ ہر قسم کے گناہوں سے بکلی محفوظ کر دیئے جاتے ہیں۔ لیکن انسان محض اسلئے پیدا نہیں کیا گیا ہے کہ وہ گناہ نہ کرے بلکہ اس کی زندگی کا مقصد اس سے بھی بہت بلند و بالا اور ارفع و اعلیٰ ہے۔ فی الوقت اس ارفع و اعلیٰ مقصد پر روشنی ڈالنا ہمارے پیش نظر ہے۔

انسان کی پیدائش کا مقصد وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ کی رو سے یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کا حقیقی عبد بنے اور عبودیت کاملہ کے رفیع الشان مقام پر فائز ہو جس کا مطلب یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی صفات کا رنگ اپنے اندر پیدا کرے اور اس حد تک پیدا کرے کہ وہ اپنی استعداد کے مطابق صفات الٰہیہ کا مظہر بن جائے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے جہاں وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ فرما کر عبودیت کاملہ کو انسان کا مقصد ٹھہرایا وہاں خود ایمان لانے والوں کی زبان سے یہ کہلوایا کہ:۔

صِبْغَةَ اللّٰهِ ۚ وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ صِبْغَةً ۖ وَّ نَحْنُ لَهٗ عٰبِدُوْنَ ۝ (البقرہ آیت ۱۳۹)

یعنی (اے لوگو!) اللہ (کی صفات) کا رنگ لو اور کون بہتر ہے اللہ سے (اپنی صفات کا) رنگ دینے میں۔ ہم اسی کی عبادت کرنے والے ہیں۔

اس سے ظاہر ہے کہ عبودیت کا حق ادا نہیں ہوتا جب تک کہ انسان کامل فرمانبرداری کا نہایت اعلیٰ نمونہ دکھا کر صفات الٰہیہ کا رنگ اپنے اوپر نہ چڑھا لے اور جب استعداد اس کی صفات کا مظہر نہ بنے۔ انسان محض گناہوں سے اپنے آپ کو بچا کر صفات الٰہیہ کا مظہر نہیں بن سکتا۔ جب تک کہ وہ اپنے نفس کا تزکیہ کر کے اپنے آئینۂ قلب کو اس حد تک صیقل نہ کرے کہ اس میں صفات الٰہیہ منعکس ہو کر اسے ان کا مظہر بنا دیں۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ انسان نفس کی فربہی کو دور کر کے اسے اس درجہ لاغر بنائے کہ وہ شریعت کے دروازے میں سے گزر کر جنت میں داخل ہونے کے قابل ہو سکے۔ نفس لاغر ہوتا ہے نفس کو کچلنے سے اور ستوار سنوار کر نیکیاں بجا لا کر اللہ تعالیٰ کی راہ میں جان کھپا کر مجاہدہ کرنے سے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے:۔

وَلَا يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ حَتّٰى يَلِجَ الْجَمَلُ فِيْ سَمِّ الْخِيَاطِ (الاعراف آیت ۴۱)

اور وہ جنت میں اس وقت تک داخل نہیں ہو سکیں گے جب تک کہ نفس (کا سرکش) اونٹ (دبلا ہو کر) سوئی کے ناکہ میں سے گزر نہ جائے۔

جہاں تک نفس کے سرکش اونٹ کے دبلا ہو کر سوئی کے ناکہ سے گزرنے کا تعلق ہے اللہ تعالیٰ نے ہر شخص کو اس کی استعداد اور طاقت کے مطابق نیک اعمال بجا لانے اور مجاہدہ کرنے کے لئے مکلف کیا ہے۔ اسی لئے ساتھ ہی فرمایا:

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَا نُكَلِّفُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَآ ۚ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝ (الاعراف ۴۲)

یعنی ہم کسی جان پر طاقت سے بڑھ کر بوجھ نہیں ڈالتے۔ وہ لوگ جو ایمان لائے اور نیک اعمال بجا لائے وہ جنت کے مکین ہیں اور ہمیشہ وہیں رہیں گے

یہ تو صحیح ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی پر طاقت سے زیادہ بوجھ نہیں ڈالتا۔ لیکن ہر شخص اس امر کا مکلف ہے کہ وہ اعمال صالحہ بجا لا کر اور اپنی استعداد کے مطابق خدا کی راہ میں مجاہدہ کا حق ادا کر کے اپنی پیدائش کے مقصد کو پورا کرے۔ مجاہدہ کرنے کی توفیق معرفت الٰہی کے نتیجہ میں ملتی ہے۔ اگر انسان کے دل پر اللہ تعالیٰ کی عظمت مستولی ہو جائے تو پھر خوف و خشیت الٰہی کے زیر اثر انسان گناہ کے قریب بھی نہیں پھٹک سکتا۔ اسی طرح اگر انسان اللہ تعالیٰ کے حسن و احسان کی معرفت سے بہرہ ور ہو جائے تو یہ ہو نہیں سکتا کہ اس میں محبت الٰہی کا چشمہ نہ پھوٹے اور وہ اپنے آپ کو مرضات الٰہیہ کے تابع کر کے طبعی جوش کے ساتھ اعمال صالحہ بجا نہ لائے۔ معرفت الٰہی کے زیر اثر انسان کو ایسے اعمال صالحہ بجا لانے اور خدا کی راہ میں مجاہدہ کرنے کی توفیق ملتی ہے کہ انسان نفس کی فربہی میں مبتلا ہو ہی نہیں سکتا۔ نفس ہلکا پھلکا ہو کر جنت میں داخل ہونے کے قابل ہو جاتا ہے۔ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ معرفت الٰہی کی انقلاب انگیز تاثیرات کا ذکر کرتے اور نفس کو لاغر بنانے کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

"نجات معرفت میں ہی ہے۔ معرفت ہی سے محبت بڑھتی ہے اس لئے سب سے اول معرفت کا ہونا ضروری ہے۔ محبت کے زیادہ کرنے والی دو چیزیں ہیں حسن اور احسان۔ جس شخص کو اللہ جلشانہ کا حسن اور احسان معلوم نہیں وہ کیا محبت کرے گا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَلَا يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ حَتّٰى يَلِجَ الْجَمَلُ فِيْ سَمِّ الْخِيَاطِ (الاعراف آیت ۴۱) یعنی کفار جنت میں داخل نہ ہوں گے۔ جب تک کہ اونٹ سوئی کے ناکہ میں سے نہ گزر جائے۔ مفسرین اس کا مطلب ظاہری طور پر لیتے ہیں مگر میں یہی کہتا ہوں کہ نجات کے طلب گار کو خدا تعالیٰ کی راہ میں نفس کے شتر بے مہار کو مجاہدات سے ایسا دبلا کر دینا چاہیئے کہ وہ سوئی کے ناکہ میں سے گزر جائے۔ جب تک نفس دنیوی لذائذ و شہوانی حظوظ سے موٹا ہوا ہوا ہے۔ تب تک یہ شریعت کی پاک راہ سے گزر کر بہشت میں داخل نہیں ہو سکتا۔ دنیوی لذائذ پر موت وارد کرو۔ اور خوف و خشیت الٰہی سے دبلے ہو جاؤ۔ تب تم گزر سکو گے اور یہی گزرنا تمہیں جنت میں پہنچا کر نجات اخروی کا موجب ہوگا۔"

(الحکم ۳۱ مئی ۱۹۰۳ء بحوالہ ملفوظات جلد پنجم صفحہ ۴۳۹)

پس عبودیت کاملہ کے منصب پر فائز ہونے یعنی اپنے اوپر صفات الٰہیہ کا رنگ چڑھانے کے لئے گناہوں سے بچنا ہی کافی نہیں ہے بلکہ اللہ تعالیٰ کے حسن و احسان کی معرفت سے بہرہ ور ہو کر بڑھ چڑھ کر اعمال صالحہ بجا لانا بھی ضروری ہے۔ یہ ممکن نہیں ہو سکتا جب تک کہ انسان نفس کی فربہی سے نجات حاصل کر کے اور مجاہدات کے ذریعہ نفس کو دبلا اور ہلکا پھلکا کر کے شریعت کی پاک راہوں میں سے گزرنے اور اس طرح جنت میں داخل ہونے کے قابل نہ بنائے۔ اس زمانہ میں ہمارا بدرجۂ اولیٰ یہ فرض ہے کہ ہم اس معرفت الٰہی کے زیر اثر جو سیدنا حضرت اقدس بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کے طفیل ہمیں نصیب ہوئی ہے۔ دنیا کے سامنے اعمال صالحہ کے مجاہدات کے ذریعہ نفس کو دبلا کرنے کا نمونہ پیش کریں۔ اور اس طرح روئے زمین کے انسانوں کو شریعت کی پاک راہوں میں سے گزر کر جنت میں داخل ہونے کا راستہ دکھائیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں نسلاً بعد نسل اس کی توفیق دیتا چلا جائے۔ آمین

"اِيَّاكُمْ وَالْحَسَدَ فَاِنَّهٗ يَاْكُلُ الْحَسَنَاتِ كَمَا تَاْكُلُ النَّارُ الْحَطَبَ۔" (ابوداؤد)

حسد سے پرہیز کرو کیونکہ وہ نیکیوں کو اس طرح کھا جاتا ہے جس طرح آگ ایندھن کو کھا جاتی ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

آسمانی رشتوں کی فتح

(قسط دوم)

دین کو دنیا پر مقدم رکھنے کے دلنشیں انداز

(مکرم عبدالسمیع خان - جامعہ احمدیہ ربوہ)

باپ کا رشتہ

ماں کے بعد باپ کا درجہ مسلّم ہے اور بعض پہلوؤں سے ماں سے بھی بڑھ کر طاقتور اور پُر رعب ہے۔ کیونکہ عام طور پر ماں کے ساتھ جمال اور باپ کے ساتھ جلال کا تصور وابستہ ہوتا ہے۔ اور ساتھ ہی انسان مالی طور پر اپنے والد کا دستِ نگر بھی ہوتا ہے۔ پس اس کی ساری اہمیت تسلیم مگر اللہ کے مقابل پر اہل اللہ کی نظر میں ذرۂ بے مقدار سے بھی گر جاتا ہے۔

کسی نے بہت سچی بات کہی ہے کہ باپ تو انسان کی روح کو آسمانوں سے زمین پر لانے کا موجب بنتا ہے مگر رسول انسان کو فرش سے اٹھا کر عرش پر پہنچا دیتا ہے۔ پس وہ جو مقصد حیاتِ انسانی کو پورا کرنے کے لیے حقیقی رہنما ہے وہ یقیناً اس بات کے لائق ہے کہ اس کو جسمانی باپ پر عظمت اور فوقیت دی جائے۔ اور اس کے احکامات کو مقدم کیا جائے۔

حضرت ابوجندلؓ

حضرت ابوجندلؓ بن سہیل نے جب کفر کی زنجیریں توڑیں تو باپ نے قید میں ڈال دیا اور سخت مظالم کیے یہاں تک کہ بدن زخموں سے چور چور ہو گیا۔

صلح حدیبیہ کے موقع پر جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور سہیل کے درمیان معاہدہ لکھا جا رہا تھا تو ابوجندلؓ بھی کسی طرح پابجولاں وہاں آن پہنچے اور گو ابھی معاہدہ پر دستخط نہ ہوئے تھے مگر سہیل نے بیٹے کو واپس کرنے پر اصرار کیا۔ صحابہؓ کے دل اپنے بھائی کی حالت زار دیکھ کر خون ہو رہے تھے۔ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا محبت بھرا دل شدید اذیت میں مبتلا تھا مگر آپؐ نے معاہدہ کی پابندی کرتے ہوئے ابوجندلؓ سے فرمایا "صبر سے کام لو اور واپس چلے جاؤ"

حضرت ابوجندلؓ دوبارہ اپنے باپ کے ہاتھوں مصائب و آلام کی آگ میں جلتے رہے مگر آپ کے پائے ثبات میں ذرہ بھر لغزش نہ آئی۔ وہ ہاتھ جو محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا دامن تھام چکا تھا وہ کٹ تو سکتا تھا جدا نہیں ہو سکتا تھا۔ ؎

یہ جان و دل نثار محمدؐ کی آن پر
اس راہ میں ہر ایک اذیت قبول ہے

حضرت خالدؓ کے والد نے بائیکاٹ کر دیا

حضرت خالدؓ بن سعید جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے تو ان کے باپ کو سخت صدمہ ہوا۔ بیٹے کو خوب زدوکوب کیا اور ساتھ ہی خود کھانا پینا ترک کر دیا اور کہا کہ جب تک میرا بیٹا اس دین کو ترک نہیں کرے گا، میں نہ کھانا کھاؤں گا اور نہ پانی پیوں گا گھر میں ان کے بائیکاٹ کا حکم دے دیا حتیٰ کہ سب نے بات چیت بند کر دی مگر اس سعید نوجوان پر ان میں سے کسی بات کا بھی اثر نہ ہوا اور انہوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت کو ایک لمحہ کے لیے بھی چھوڑنا گوارا نہ کیا اور آخر کار حبشہ کی طرف ہجرت کر گئے اس پر باپ کو اور بھی رنج ہوا اور وہ اپنا مال و اسباب لے کر طائف کو چلا گیا۔

(طبقات ابن سعد)

یہاں تک تو صرف باپ سے قطع تعلقی کی بات تھی ایمان تو اگر باپ کی جان لینے کا مقتضی ہوتا تو صحابہؓ اس سے بھی دریغ نہ کرتے تھے۔

صحابہؓ نے اپنے آباء کی جان کی بھی پرواہ نہ کی

جنگ بدر میں حضرت ابوعبیدہؓ بن جراح کا والد اپنے بیٹے حضرت ابوعبیدہؓ کی گھات میں لگا رہا مگر ہر دفعہ حضرت ابوعبیدہؓ ہٹ جاتے اور محفوظ رہتے لیکن جب ان کا والد بار بار ان کے سامنے آیا تو حضرت عبیدہؓ نے اسے قتل کر دیا اس پر اللہ تعالیٰ نے اس بارے میں یہ آیت اتاری۔

لَا تَجِدُ قَوْمًا يُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ يُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَوْ كَانُوْٓا اٰبَآءَهُمْ اَوْ اَبْنَآءَهُمْ اَوْ اِخْوَانَهُمْ اَوْ عَشِيْرَتَهُمْ ؕ اُولٰٓئِكَ كَتَبَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الْاِيْمَانَ وَاَيَّدَهُمْ بِرُوْحٍ مِّنْهُ ؕ وَيُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ ؕ اُولٰٓئِكَ حِزْبُ اللّٰهِ ؕ اَلَآ اِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ۔

(المجادلۃ - ۲۳)

کہ تو ایسی کوئی قوم نہ پائے گا جو اللہ اور یوم آخر پر بھی ایمان لائی ہو اور اللہ اور اس کے رسول کا شدید مخالفت کرنے والے سے بھی محبت رکھتی ہو۔ خواہ ایسے لوگ ان کے باپ ہوں یا بیٹے ہوں یا بھائی ہوں۔ یا ان کے خاندان میں سے ہوں۔ یہی مومن ہیں جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان نقش کر دیا ہے اور اپنی طرف سے کلام بھیج کر ان کی مدد کی ہے۔ وہ ان کو ایسی جنتوں میں داخل کرے گا۔ جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی۔ وہ ان میں رہتے چلے جائیں گے اللہ ان سے راضی ہو گیا اور وہ اللہ سے راضی ہو گئے وہ اللہ کا گروہ ہیں۔ اور سن رکھو کہ اللہ کا گروہ ہی کامیاب ہوا کرتا ہے۔

(مستدرک حاکم جلد ۳ صفحہ ۲۶۵)

حضرت مالک بن عمیرؓ فرماتے ہیں ایک شخص نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہو کر عرض کیا۔ کہ میں دشمن کی جماعت سے ملا اور میں نے ان میں اپنے باپ کو پایا۔ میں نے اپنے باپ سے آپؐ کے بارے میں کچھ نامناسب بات سنی مجھ سے صبر نہ ہو سکا میں نے اسے نیزہ مارا یہاں تک کہ اسے قتل کر دیا۔

غیرت رسول تو انسان سے وہ وہ کام کرا گئی ہے کہ عام حالات میں اس کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔

جنگ بنو المصطلق کے موقع پر جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم جنگ سے واپس تشریف لا رہے تھے تو ایک جگہ پر ایک ہی کنواں تھا اور پانی نکالنے والے زیادہ تھے جلدی کی وجہ سے بعض لوگوں میں اختلاف پیدا ہو گیا۔ یہ اختلاف ایک طرف انصار میں اور دوسری طرف مہاجرین میں ہوا اور بغیر کسی ارادے کے دو پارٹیاں بن گئیں ایک طرف مہاجرین کا گروہ نظر آنے لگا اور ایک طرف انصار کا منافقوں کے سردار عبداللہ بن ابی ابن سلول نے جب یہ حالت دیکھی تو اس سے فائدہ اٹھانے کا ارادہ کیا اور انصارؓ کو مخاطب کر کے بڑے زور سے کہا تم نے خود ہی ان لوگوں کو سر پر چڑھا لیا ہے ورنہ ان کی حیثیت کیا تھی کہ ہمیں ذلیل کرتے اب ذرا مدینے واپس پہنچ لینے دو لَيُخْرِجَنَّ الْاَعَزُّ مِنْهَا الْاَذَلَّ۔ (المنافقون - ۹) مدینے کا سب سے بڑا معزز آدمی یعنی عبداللہ بن ابی ابن سلول مدینہ کے سب سے ذلیل آدمی یعنی نعوذ باللہ من ذٰلک محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو وہاں سے نکال دے گا۔

صحابہؓ میں گو اس وقت اختلاف اور جوش پیدا ہو گیا تھا مگر عبداللہ بن ابی بن سلول کے منہ سے ان الفاظ کا نکلنا تھا کہ ان کے ہوش ٹھکانے آ گئے۔ انصار نے فوراً سمجھ لیا کہ ہمارے ایمان کی آزمائش کا وقت ہے انہوں نے جھگڑا وہیں ختم کر دیا اور مہاجرین کے لیے جگہ چھوڑ دی۔ مہاجرین نے تو اس وجہ سے جوش نہ دکھایا کہ خود ان کے ساتھ جھگڑا تھا مگر انصار میں چہ میگوئیاں ہونے لگیں کہ اس فقرہ کے کہنے کے بعد عبداللہ بن ابی ابن سلول زندہ رہنے کے قابل نہیں عبداللہ بن ابی ابن سلول کے بیٹے کو جب اس کا علم ہوا تو اس نے بھی اپنے دل میں یہ فیصلہ کر لیا کہ میرا باپ اب زندہ رہنے کے قابل نہیں اور وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپؐ کو وہ بات پہنچی ہے جو میرے باپ نے کہی ہے آپؐ نے فرمایا ہاں پہنچی ہے اس کے بعد اس نے کہا یا رسول اللہ میرے باپ کے اس جرم کی سزا قتل کے علاوہ اور کیا ہو سکتی ہے میں ایک عرض کرتا ہوں کہ جب آپ میرے باپ کے قتل کا حکم دیں تو میرے ہاتھ سے اس کو قتل کروائیں کیونکہ یا رسول اللہ میں یہ پسند نہیں کرتا کہ کسی اور شخص کے ہاتھ سے وہ قتل ہو اور میرا نفس کسی وقت مجھے یہ جوش دلائے کہ وہ سامنے میرے باپ کا قاتل جاتا ہے اس سے بدلہ لے میں چاہتا ہوں کہ میرا باپ میرے ہی ہاتھ سے قتل ہو جائے تاکہ کسی کا بغض میرے دل میں پیدا نہ ہو۔

مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کمال شفقت کا مظاہرہ کرتے ہوئے اسے منع فرما دیا۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حضرت اُمِّ حبیبہ کی غیرت دینی

اہل مکہ نے جب حدیبیہ کا معاہدہ توڑ دینے کا اعلان کیا تو اس کے نتائج سوچ کر پریشان ہو گئے سردار قریش ابو سفیانؓ بن حرب مدینہ آئے اور حضورؐ کے پاس پہنچے آپؐ مکہ پر چڑھائی کا ارادہ فرما رہے تھے ابو سفیانؓ نے آپؐ سے اس بارے میں گفتگو کی کہ صلح حدیبیہ کی میعاد میں اضافہ فرما دیں حضورؐ نے قبول نہ فرمایا وہ وہاں سے اٹھے اور اپنی بیٹی اور حرم رسول اُمِّ حبیبہؓ کے پاس گئے جب وہاں پہنچے اور حضورؐ کے بستر مبارک پر بیٹھنا چاہا تو حضرت اُمِّ حبیبہؓ نے اس بستر کو لپیٹ دیا۔ ابو سفیان نے کہا اے میری بیٹی کیا تو اس بستر کو مجھ پر ترجیح دیتی ہے؟ حضرت اُمِّ حبیبہؓ نے فرمایا ہیں بستر کو تم پر ترجیح دیتی ہوں اس لیے کہ یہ حضورؐ کا بستر ہے اور تم ایک پلید اور مشرک آدمی ہو۔ میں اچھا نہیں سمجھتی کہ تم حضورؐ کے بستر پر بیٹھو۔"

(حیات الصحابہ جلد دوم صفحہ ۳۵۳)

حضرت زیدؓ کا اپنے والدین کو جواب

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے والدین پر ترجیح دینے کے سلسلہ میں حضرت زیدؓ کا اسوہ ایک روشن مثال ہے۔

حضرت زید بن حارثہؓ گو ایک اچھے خاندان کے نونہال تھے۔ لیکن خدا کا کرنا ایسا ہوا کہ ڈاکوؤں کے ایک گروہ نے بچپن میں ہی ان کی متاع آزادی کو چھین لیا اور عکاظ کے بازار میں فروخت کیلئے لے آئے۔ جہاں حکیم بن حزام نے خرید کر اپنی پھوپھی حضرت خدیجہؓ کے حضور پیش کر دیا اور اس طرح آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آ گئے

ایک دفعہ ان کے قبیلہ کے بعض لوگ بہ نیت حج مکہ میں آئے تو انہیں پہچان لیا اور جا کر ان کے والد کو خبر دی جس پر اس کا خوش ہونا ایک طبعی بات تھی۔ چنانچہ وہ اپنے بھائی کو ساتھ لے کر مکہ میں پہنچا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بصد منت و الحاح عرض کیا کہ میرے لڑکے کو آزاد کر دیں اور جو فدیہ چاہیں لے لیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے فدیہ کی کوئی ضرورت نہیں۔ زید کو بلا کر پوچھ لیا جائے اگر وہ جانا چاہیں تو مجھے کوئی اعتراض نہیں۔ چنانچہ حضرت زیدؓ کو بلایا گیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے دریافت فرمایا کہ کیا تم ان لوگوں کو جانتے ہو انہوں نے جواب دیا کہ ہاں یہ میرے والد اور چچا ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر ان کے ساتھ جانا چاہو تو جا سکتے ہو۔ ہر شخص اندازہ کر سکتا ہے کہ بچپن میں والدین، عزیز و اقارب اور وطنِ عزیز سے دور ہو جانے والے کو اتنے لمبے عرصہ کی مایوسی کے بعد پھر جب ان سے ملنے کا موقعہ ملے اور پھر اپنے محبوب وطن میں جا کر ماں باپ، بہن بھائیوں دوسرے رشتہ داروں دوست، احباب اور بچپن کے ہم جولیوں سے آزادانہ طور پر ملنے جلنے میں کوئی رکاوٹ بھی حائل نہ ہو تو اس کے جذبات ایسے وقت میں کیا ہو سکتے ہیں۔ سامنے باپ اور چچا کھڑے تھے اور اس یقین کے ساتھ ان کے دل بھرے ہوئے تھے کہ ہمارا لختِ جگر اب ہمارے ساتھ جائے گا۔ جدائی کی دلگداز گھڑیاں اب ختم ہونے کو ہیں اور پھر اس کا کوئی دوبارہ امکان بھی نہ ہو گا وہ تا عمر ہمارے پاس رہے گا۔ وہ یہ وہم بھی نہ کر سکتے تھے کہ جب زیدؓ کو آنحضورؐ صلی اللہ علیہ وسلم جانے کا اختیار دے رہے ہیں تو انہیں اس میں کوئی تامل ہو سکتا ہے؟ مگر حضرت زیدؓ نے جواب دیا کہ میں حضورؐ پر کسی کو ترجیح نہیں دے سکتا۔ آپؐ ہی میرے ماں باپ ہیں۔ آپؐ کے در کو چھوڑ کر میں کہیں جانا پسند نہیں کرتا اس جواب کو سن کر ان کے والد اور چچا محو حیرت ہو گئے اور انہوں نے کہا کہ زیدؓ کیا تم ہم پر غلامی کو ترجیح دیتے ہو۔ حضرت زید نے کہا کہ ہاں مجھے اس ذاتِ پاک میں ایسی خوبیاں نظر آئی ہیں کہ اس پر کسی کو ترجیح نہیں دے سکتا۔

عشق ہے جس سے ہوں طے یہ سارے جنگل پُر خطر
عشق ہے جو سر جھکا دے زیرِ تیغ آبدار

قرعہ بیٹے کے نام کا نکلا

حضرت سعد بن خیثمہؓ جنگ بدر کے وقت کم عمر تھے۔ تاہم شرکت کے لیے تیار ہو گئے چونکہ آپ کے والد بھی میدان جنگ میں جا رہے تھے۔ انہوں نے کہا کہ ہم میں سے ایک کو ضرور گھر پر رہنا چاہیئے اور بیٹے کو گھر رہنے کے لیے کہا۔ بیٹے نے جواب دیا کہ اگر حصول جنت کے علاوہ کوئی اور موقعہ ہوتا تو بسر و چشم آپ کے ارشاد کی تعمیل کرتا۔ اور اپنے آپ پر آپ کو ترجیح دیتا لیکن اس معاملہ میں میں ایسا کرنے کے لیے تیار نہیں ہوں۔ آخر فیصلہ اس بات پر ٹھہرا کہ قرعہ ڈال لیا جائے چنانچہ قرعہ میں بیٹے کا نام نکلا اور وہ شریک ہوئے اور شہادت پائی ؎

قدم شہادت گہ محبت میں ہم نے رکھا ہے مسکرا کر
ہمارے سینے کھلے ہوئے ہیں کہاں ہیں تیر آزمانے والے

رشتہ کی تجویز اور اطاعتِ رسولؐ

ایک صحابیؓ حضرت سعد الاسود سیاہ رنگ کے تھے۔ ان کی شکل و شباہت ان کی شادی میں روک تھی۔ اور ان کی ظاہری بدصورتی کی وجہ سے کوئی شخص ان کے ساتھ اپنی لڑکی کے رشتہ پر رضامند نہ ہوتا تھا۔ ایک مرتبہ انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی کہ یا رسول اللہ کوئی شخص مجھے اپنی لڑکی کا رشتہ دینے کے لیے تیار نہیں ہوتا۔ کیونکہ میری ظاہری شکل و صورت اور رنگ ... اچھا نہیں عمرؓ بن وہب قبیلہ بنو ثقیف کے ایک نو مسلم تھے۔ جن کی طبیعت میں درشتی تھی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سعد سے فرمایا کہ ان کے دروازے پر جا کر دستک دو اور بعد سلام کہو کہ نبی اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے تمہاری لڑکی کا رشتہ میرے ساتھ تجویز کیا ہے۔ عمرؓ بن وہب کی لڑکی شکل و صورت کے علاوہ دماغی اور ذہنی لحاظ سے بھی نمایاں حیثیت رکھتی تھی۔ حضرت سعدؓ ان کے مکان پر پہنچے اور جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا اسی طرح کہا۔ عمرؓ بن وہب نے یہ بات سنی۔ تو آپ کے ساتھ سختی سے پیش آئے۔ اور اس تجویز کو ماننے سے انکار کر دیا لیکن بات اسی پر ختم نہیں ہوتی۔ بلکہ آگے جو کچھ ہوا وہ اس قدر ایمان پرور ... ہے کہ تمام مذاہب و ملل کی تاریخ اس کی کوئی مثال پیش نہیں کر سکتی خود اندر لڑکی یہ ساری گفتگو سن رہی تھی اس کے باپ نے حضرت سعد کو جو جواب دیا اسے سن کر وہ واپس ہو گئے۔ اور اس کے سوا اور وہ کر بھی کیا سکتے تھے لیکن لڑکی خود باہر نکل آئی حضرت سعد کو آواز دے کر واپس بلایا اور کہا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے ساتھ آپ کی شادی کی تجویز کی ہے تو پھر اس میں چون و چرا کی کیا گنجائش باقی رہ سکتی ہے؟ یہ تجویز مجھے بسر و چشم منظور ہے اور میں اس چیز پر بخوشی رضامند ہوں۔ جو خدا اور اس کے رسولؐ کو پسند ہے اور ایمانی جرأت سے کام لے کر باپ سے کہا کہ آپ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تجویز سے اختلاف کر کے بہت غلطی کی ہے۔ اور بہت بڑے گناہ کا ارتکاب کیا ہے اور قبل اس کے کہ وحی الٰہی آپ کو رسوا کر دے۔ اپنی نجات کی فکر کیجیے۔ لڑکی کی اس ایمان افروز تقریر کا اس کے باپ پر بھی خاطر خواہ اثر ہوا۔ ان کو اپنی غلطی کا پوری طرح احساس ہو گیا اور فوراً بھاگے ہوئے دربارِ نبویؐ میں پہنچے اور عرض کی یا رسول اللہ مجھ سے بہت بڑی خطا سرزد ہوئی۔ مجھے سعد کی بات کا یقین نہ آیا تھا۔ اور میں نے خیال کیا کہ وہ یونہی یہ بات کہہ رہے ہیں۔ اس لیے انکار کیا۔ مگر اب مجھے اپنی غلطی کا احساس ہو چکا ہے۔ اور صدق دل سے معافی کا خواستگار ہوں۔ میں نے اپنی لڑکی سعد سے بیاہ دی۔

(اسد الغابہ جلد دوم صفحہ ۲۶۸)

ایک دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک انصاری سے فرمایا تم اپنی لڑکی کے نکاح کا اختیار مجھے دیدو۔ وہ تو منتظر ہی تھے باغ باغ ہو گئے، لیکن آپؐ نے فرمایا "میں اپنے لیے نہیں بلکہ جلیبیب کے لیے پیغام دیتا ہوں" جلیبیب ایک ظریف الطبع صحابیؓ تھے۔ انہوں نے جلیبیب کا نام سنا تو بولے "اس کی ماں سے مشورہ کر لوں" ماں نے جلیبیب کا نام سنا تو انکار کر دیا۔ لیکن لڑکی نے کہا "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بات نامنظور نہیں کی جا سکتی مجھے آنحضورؐ کے حوالہ کر دو۔ آپؐ مجھے کبھی ضائع نہیں کریں گے"۔ (مسند احمد جلد ۴ صفحہ ۴۲۲)

حضرت ابوبکرؓ اپنے والد حضرت ابو قحافہؓ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس فتح مکہ کے دن لائے وہ بوڑھے اور نابینا ہو چکے تھے۔ حضرت ابوبکرؓ سے حضورؐ نے فرمایا تم نے ان بوڑھے آدمی کو ان کے گھر ہی چھوڑا ہوتا میں خود ہی وہاں چلا جاتا۔ حضرت ابوبکرؓ نے کہا میں نے ارادہ کیا کہ اللہ تعالیٰ انہیں اس کا اجر دے مگر میں ابو طالب کے ایمان سے زیادہ خوش ہوتا بہ نسبت اس کے کہ میں اپنے باپ کے ایمان لانے سے خوش ہوں ابو طالب کے ایمان سے خوشی اس لیے ہوتی کہ یا رسول اللہ! آپؐ کی آنکھیں ٹھنڈی ہوتیں حضورؐ نے فرمایا تم سچ کہتے ہو۔

(الہیثمی جلد ۹ صفحہ ۱۷۶)

حضرت عباسؓ جنگِ بدر میں گرفتار ہو کر آئے تو حضرت عمرؓ نے ان سے فرمایا کہ تم بھی ایمان لے آؤ۔ اور تمہارا ایمان لے آنا مجھے اپنے باپ کے ایمان لانے سے زیادہ پسندیدہ ہے۔ حضرت عمرؓ نے اس کی وجہ یہ بیان فرمائی کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے کہ انہیں تمہارے ایمان لانے کی بہت خواہش اور تمنا ہے۔

والدین کو دینی امور کی طرف توجہ دلانا اچھی اولاد کا سب سے اوّلین فریضہ ہے کیونکہ اسی میں دونوں کی فلاح ہے۔ ایک دوسرے کو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی تعلیم دینا ایمان والوں کی بہت نمایاں نشانی ہے۔

حضرت عمر بن عبد العزیزؒ

خلفائے بنو امیہ نے رعایا کے مال و جائیداد پر ظالمانہ قبضہ کر لیا تھا۔ ان کا واپس دلانا ایک عادل حکمران کا سب سے مقدم فرض تھا اور تائید ایزدی نے حضرت عمر بن عبد العزیزؒ سے سب سے پہلے یہی خدمت انجام دلائی۔ وہ جب سلیمان بن عبد الملک کی تجہیز و تکفین اور خلافت کے ابتدائی مراحل کو طے کر کے مکان پر واپس آئے تو قیلولہ کرنا چاہا لیکن اسی حالت میں ان کے صاحبزادے عبد الملک نے آ کر کہا کہ "آپ اموال مغصوبہ کی واپسی سے پہلے سونا چاہتے ہیں"؟ حضرت عمر بن عبد العزیزؒ نے عذر کیا کہ میں نے سلیمان کی تجہیز و تکفین کے لیے شب بیداری کی ہے اس لیے نماز ظہر کے بعد یہ خدمت انجام

(باقی صفحہ ۵ پر)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

رواداری

مکرم کریم اللہ خان صاحب۔ لاہور

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:۔

إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تُؤَدُّوا الْأَمَانَاتِ إِلَىٰ أَهْلِهَا وَإِذَا حَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ أَنْ تَحْكُمُوا بِالْعَدْلِ ۚ إِنَّ اللَّهَ نِعِمَّا يَعِظُكُمْ بِهِ ۗ إِنَّ اللَّهَ كَانَ سَمِيعًا بَصِيرًا

(النساء ۵۹)

اے لوگو! اللہ تعالیٰ تم کو حکم دیتا ہے کہ تم امانتیں ان کے مستحقوں کے سپرد کرو اور (یہ کہ) جب تم لوگوں کے درمیان فیصلہ کرو تو عدل سے فیصلہ کرو۔ اللہ جس بات کی تمہیں نصیحت کرتا ہے وہ یقیناً بہت اچھی ہے اللہ یقیناً بہت سننے والا اور دیکھنے والا ہے،

یعنی اگر تم میں کوئی عہدہ یا کوئی بادشاہت امانت ہے تو اسے اس کے سپرد کرو جو اس کا اہل ہے جس کے اندر یہ قابلیت پائی جاتی ہو۔ پھر آگے فرماتا ہے:۔

جب کوئی فیصلہ کرو تو عدل سے کام لو یہ نہ ہو کہ کسی فرد کو بڑھا دو اور کسی کو نیچے گرا دو۔ کسی قوم کو اونچا کر دو اور کسی قوم کو نیچا کر دو۔ کسی قوم میں تعلیم پھیلا دو اور کسی قوم کو جاہل رکھو بلکہ جب تم لوگوں کے حقوق کا فیصلہ کرو تو ہمیشہ عدل و انصاف سے فیصلہ کرو رعایت یا بے جا طرفداری سے کام نہ لو۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ساری زندگی اس قرآنی آیت کی بھی عملی تفسیر ہے غزوہ حنین کے موقع پر آپؐ نے اپنے لشکر کے لئے ایک کافر صفوان نامی سے تیس چالیس زرہیں مستعار لیں۔ ویسے بھی آپؐ کو قرض کی ضرورت ہوتی تو آپؐ یہودیوں سے بھی قرض لے لیا کرتے تھے اور پھر وعدہ پر ادا فرما دیتے

سنہ ۳ ہجری میں قبیلہ بنو نضیر کے مخیریق نامی ایک یہودی نے مرتے وقت اپنے سات باغ آنحضورؐ کو وصیت کر دیئے جو حضورؐ نے قبول فرما لئے۔ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی بھی غیر قوموں کی خدمت کو ٹھکرایا نہیں۔ قرآنی حکم کی تعمیل اور آنحضورؐ کی تقلید میں صحابہ کرامؓ نے بھی کفار سے موالات، نرمی، احسان، سلوک اور مروت کے نہایت روشن نمونے دکھائے ان سے تعلقات بھی رکھے اور کبھی ایسا نہیں ہوا کہ کسی کی حق تلفی ہوئی ہو۔

(۱) قیصر روم ہرقل جو دین حق کا اشد مخالف اور اہل ایمان کا بھی سخت مخالف۔ تعجب آتا ہے جب ہم دیکھتے ہیں کہ اس کی بیوی اور حضرت امیر المومنین عمر فاروقؓ کی زوجہ حضرت ام کلثوم کے آپس میں تعلقات تھے یہ اس کو تحفے بھیجتیں وہ ان کو تحفے بھیجتی

۲۔ عیسائیوں اور یہودیوں کی دلداری کا حضرت عمرؓ کو بے حد خیال رہتا تھا۔ ایک مرتبہ عیسائیوں کا ایک وفد آپ کے پاس آیا تو آپ نے خاص طور پر ان سے پوچھا کہ تمہارے علاقہ میں ہمارے مقرر کردہ حاکم ہونے کی وجہ سے ستاتے تو نہیں؟ انہوں نے خندہ پیشانی سے جواب دیا کہ "شریفانہ اخلاق کے سوا ہم نے ان سے اور کچھ نہیں دیکھا"

اسی شفقت و رحمت اور حسن سلوک کا نتیجہ تھا کہ جب بیت المقدس فتح کرنے کے لئے حضرت عمرؓ شام گئے تو رستہ میں علاقہ اذرعات کے عیسائی باشندے نہایت مسرت کے ساتھ باجے بجاتے ہوئے آپؓ کے استقبال کو نکلے اور بڑی عقیدت کے ساتھ آپؓ پر پھولوں کی بارش کی۔ آپؓ نے نہ ان کو اس عمل سے روکا اور نہ ناراض ہوئے۔

(۳) حضرت عمرؓ کا ایک غلام اسلم نامی عیسائی تھا آپؓ اس سے کوئی تعرض نہیں کرتے تھے نہ اس پر خفا ہوتے نہ اسے کبھی برا بھلا کہتے۔ ہاں ہمیشہ نرمی اور ملائمت سے توحید کا پیغام پہنچاتے رہے۔

(۴) حضرت عمرؓ نے ابوزید نامی ایک عیسائی کو علاقہ کا گورنر بنا کر بھیجا تھا اور آپؓ اس سے نہایت خوش تھے۔

(۵) جب حضرت عمرؓ کے عہد میں کوفہ کی بنیاد ڈالی گئی تو بیت المال اور ایوان حکومت کی تعمیر کا کام ایک نہایت چابکدست ہوشیار اور لائق مجوسی معمار کے سپرد کیا گیا۔ جس کا نام روزبہ تھا۔ یہ شخص فن تعمیر کا ماہر اور بڑا قابل استاد تھا اور اس نے ایسی عمدگی اور خوبی سے کام کیا کہ گورنر نے خوش ہو کر کام ختم ہونے کے بعد اسے حضرت عمرؓ کی خدمت میں مدینہ منورہ بھیج دیا اور اس کے کام کی بے حد تعریف کی۔ حضرت عمرؓ نے ہمیشہ کے لئے اس کا معقول وظیفہ مقرر کر دیا۔ جو اسے گھر بیٹھے ملتا تھا۔

(۶) عیسائیوں، یہودیوں اور مجوسیوں کو خاص طور پر نوکر رکھنے اور خدمت لینے کی بھی متعدد مثالیں حضرت عمرؓ کی زندگی میں ملتی ہیں۔ آپؓ کے زمانہ میں عیسائی ذمی فوج کی بڑی خدمت کرتے تھے۔ فوج کے لئے رسد کا انتظام کرتے تھے۔ لشکر گاہ میں بازار لگاتے تھے۔ اور بڑے شوق کے ساتھ خبر رسانی کا کام پوری مستعدی اور وفاداری سے انجام دیتے تھے۔

(۷) جب حضرت عمرؓ نے سلطنت کا باقاعدہ انتظام کیا اور مختلف محکمے قائم کئے تو عراق، شام اور مصر کا دفتر مالگذاری سب کا سب سریانی یا قبطی میں رکھا گیا اور دفتر کے تمام محرر اور عمال مجوسی یا عیسائی ملازم رکھے گئے۔ انتہا یہ ہے کہ فن فرائض کی ترتیب اور درستی کے لئے حضرت عمرؓ نے ایک رومی عیسائی کو مدینہ منورہ میں طلب کیا۔ چنانچہ گورنر کو لکھا "ہمارے پاس ایک رومی کو بھیج دو۔ جو حساب فرائض کو درست کر دے"

(۸) تبوک میں ایک کنواں تھا جو کچا ہونے کی وجہ سے ہمیشہ گر پڑتا تھا اور لوگوں کو بڑی تکلیف ہوتی تھی۔ حضرت عمرؓ نے ابن عریض نامی ایک یہودی کو جو اپنے کام میں بڑا ماہر تھا۔ مقرر فرمایا کہ اس کنویں کو پختہ اور مضبوط بنا دو۔

حضرت عمرؓ کے بعد جب حضرت عثمانؓ کا زمانہ آیا۔ آپؓ نے بھی یہودیوں عیسائیوں اور مجوسیوں کو وہ تمام مراعات دیں۔ اور ان لوگوں میں سے کبھی کسی کو ذرا سی شکایت کا موقع نہیں دیا۔ حضرت عثمانؓ کی مراعات تو ان لوگوں سے اس قدر بڑھی ہوئی تھیں کہ آپؓ نے حمران بن ابان نامی ایک عیسائی کو اپنی نگرانی میں نہایت عمدہ تعلیم دلوائی اور بعد میں اسے اپنا میر منشی بنایا جو ایک نہایت ہی ذمہ داری کا عہدہ تھا۔

آگے چل کر امیر معاویہؓ کے دربار میں سب سے زیادہ با اقتدار شخص ابن اثال ایک عیسائی تھا جو ان کا طبیب بھی تھا اور مترجم بھی اور آپؓ نے اسے حمص کا گورنر بھی بنا دیا تھا۔

غیروں سے لطف و محبت۔ مہربانی اور سلوک کے یہ نمونے خلفائے راشدین ہی پر ختم نہیں ہو جاتے بلکہ ان کا سلسلہ دیگر بادشاہوں کے زمانے میں بھی برابر چلتا رہا۔ جن کی سینکڑوں مثالیں پیش کی جا سکتی ہیں۔

(یہ تمام واقعات سیرۃ النبیؐ از شبلی، الفاروق اسوۂ صحابہؓ شائع کردہ ادارۃ المصنفین اعظم گڑھ سے لئے گئے ہیں۔ بحوالہ تاریخ تبلیغ اسلام در ہندوستان ۱۹۵۸ء)

(بقیہ آسمانی رشتے صفحہ ۴)

دو نگا لیکن عبدالملک نے کہا ظہر کے وقت تک آپ کی زندگی کا کون ذمہ دار ہو سکتا ہے؟ حضرت عمر بن عبدالعزیز پر اس فقرہ کا اس قدر اثر ہوا کہ ان کو پاس بلا کر لپٹا لیا اور ان کی پیشانی پر بوسہ دے کر فرمایا کہ "اس خدا کا شکر ہے جس نے مجھے ایسی اولاد دی ہے کہ جو مجھ کو مذہبی کاموں میں مدد دیتی ہے" اب قیلولہ کا خیال خواب فراموش ہو گیا اور فوراً اٹھ کر منادی کرائی کہ لوگ اموال مغصوبہ کے متعلق اپنی اپنی شکائتیں پیش کریں۔ (سیرت حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ صفحہ ۲۴)

ایک اور دن حضرت عمر بن عبدالعزیز دربار کر رہے تھے۔ دوپہر ہوئی تو تھک کر اٹھ گئے اور آرام کرنے لگے۔ عبدالملک حاضر خدمت ہوئے اور کہا کہ آپ اندر کیوں چلے آئے؟ فرمایا "تھوڑی دیر آرام کرنا چاہتا ہوں" بولے "رعایا دروازے پر آپ کا انتظار کر رہی ہے اور آپ ان سے چھپتے ہیں کیا موت پر آپ کو اعتماد ہے کہ وہ اس حالت میں نہ آ جائے گی؟" حضرت عمر بن عبدالعزیز اسی وقت اٹھے اور دربار کرنا شروع کر دیا۔

امام سیوطیؒ نے عباسی حکمران مہدی کی سیرت بیان کرتے ہوئے ایک عجیب لطیفہ لکھا ہے وہ کہتا ہے مہدی بصرہ آیا تو وہاں کے لوگوں نے ان کے سامنے اس کے باپ کے ایک فیصلہ کے برعکس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک مکتوب گرامی پیش کیا۔ مہدی نے اسی وقت اپنی پیشانی زمین پر ٹیک دی وہ بار بار کہتا سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا۔ ہم نے اپنے آقا کا حکم سنا اور اس کی اطاعت کی۔ (تاریخ خلفاء صفحہ ۲۸۰) جاری ہے

درخواستِ دعا

میرے والد محترم محمد یوسف صاحب گزشتہ دو ماہ سے خرابیٔ معدہ کی وجہ سے بیمار ہیں۔ صحت کافی کمزور ہے۔ احباب دردِ دل سے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے انہیں صحت کاملہ عطا فرمائے

(محمد الیاس اکبر نابینا محلہ دارالنصر وسطی ربوہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اُذْکُرُوْا مَوْتٰکُمْ بِالْخَیْرِ

میری والدہ محترمہ سعادت بیگم صاحبہ مرحومہ

مکرم ملک عبدالوحید صاحب۔ رحمٰن پورہ۔ لاہور

ماں کا لفظ اپنے اندر ایسی جاذبیت اور کشش لئے ہوئے ہے جس کو بیان کرنا آسان نہیں۔ ماں کی عظمت اور اس کی اہمیت کا اندازہ اس سے بخوبی لگایا جا سکتا ہے کہ خدا کے سب سے پیارے رسولؐ اور محسنِ انسانیت نے یہ فرمایا کہ ماں کے قدموں کے نیچے جنت ہے اور ایک صحابیؓ کے بار بار اصرار کرنے پر کہ مجھ پر سب سے زیادہ حق کس کا ہے۔ آپؐ نے متواتر تین مرتبہ فرمایا کہ تمہاری ماں کا اور پھر خود خداوند کریم نے اپنا بندے سے تعلق اپنی اور بندے کی محبت کو سمجھانے کے لئے ماں اور اولاد ہی کی محبت کو ایک حد تک معیار ٹھہرایا ہے۔ جب میں ان تمام محرکات کا اپنی والدہ کی ذات میں گہری نظر سے جائزہ لیتا ہوں تو میرے ایمان کو تقویت نصیب ہوتی ہے اور میں خدا اور اس کے پیارے رسولؐ کی صداقت کو اپنی آنکھوں سے دیکھتا ہوں۔

میری والدہ محترمہ ۲۱ اکتوبر ۱۹۲۱ء کو حضرت ڈاکٹر ظفر حسن صاحب کے گھر پیدا ہوئیں۔ بچپن آپ نے قادیان میں ہی گذارا۔ آپ کا رشتہ حضرت اماں جان نے تجویز فرمایا اور اس طرح مئی ۱۹۳۱ء کو قادیان کی البیت المبارک میں حضرت مصلح موعود نے آپ کا نکاح والد محترم ملک عبدالحمید صاحب سے پڑھایا اور اس طرح آپ حضرت مولوی مہر الدین صاحب آف موسنے کی بہو بنیں۔

آپ کا سب سے بڑا وصف ہر وقت ذکر الٰہی میں مشغول رہنا تھا۔ آپ کثرت سے درود شریف اور استغفار کا ورد کرتی رہتی تھیں اور رات کو سوتے وقت بھی آپ نے کوئی ایسی کروٹ نہیں لی جب آپ کی زبان ذکر الٰہی میں مشغول نہ ہو۔ اگر سیر کے لئے جاتیں یا گھریلو کام کاج میں مصروف ہوتیں تو تب بھی زبان ذکر الٰہی میں مصروف ہوتی اور اپنے رب کی نعمتوں اور احسانوں کا شکر ادا کرتی۔ آپ کی پوری زندگی میں کبھی بھی ناشکری کا کوئی کلمہ ہم نے آپ کی زبان سے نہیں سنا۔ آپ کی ذات حقیقتاً قرآن کریم کی اس آیت مبارکہ کی مصداق تھی۔

اَلَّذِیْنَ یَذْکُرُوْنَ اللّٰہَ قِیٰمًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰی جُنُوْبِھِمْ۔

(سورۃ آل عمران آیت نمبر ۱۹۲)

جو کھڑے اور بیٹھے اور اپنے پہلوؤں پر اللہ کو یاد کرتے رہتے ہیں۔

آپ میں شروع ہی سے دینی کاموں کے لئے ایک جذبہ اور شوق موجود تھا۔ آپ نے ایک لمبا عرصہ راولپنڈی میں گراں قدر خدمات سلسلہ سرانجام دی ہیں آپ وہاں لجنہ کی سیکرٹری تربیت و رشتہ ناطہ اور سیکرٹری مصباح کے طور پر خدمات سرانجام دیتی رہیں۔ اور سیکرٹری مصباح کے طور پر آپ نے لجنہ اماء اللہ راولپنڈی کے متعدد تعریفی سرٹیفکیٹ حاصل کئے یہ جذبہ لاہور منتقل ہونے کے بعد بھی سرد نہ ہوا اور یہاں بھی مسجد حلقہ رحمٰن پورہ کے اجلاسوں میں شرکت کرتیں۔ اور اپنی اولاد کو بھی دینی کاموں کی ترغیب دیتی تھیں۔ یہ عاجز حلقہ ہذا کا زعیم تھا۔ آپ ہمیشہ میری حوصلہ افزائی فرماتیں اور مجھے کام کرتے دیکھ کر مسرت کا اظہار فرماتیں اور ہر وقت دعاؤں میں مشغول رہتی تھیں۔ میری والدہ محترمہ نہایت ہی حلیم مزاج پابند صوم و صلوٰۃ اعلیٰ کردار کی حامل اور خلافت احمدیہ سے محبت و عقیدت رکھنے والی خاتون تھیں۔ آپ کی پُر وقار شخصیت کے اندر خدمت خلق اور غرباء و مساکین کی ہمدردی کا جذبہ بدرجہ اتم موجود تھا۔ کبھی بھی کسی سوالی کو مایوس نہ کیا۔ ہر ایک کا دکھ اپنا دکھ سمجھتی تھیں۔ آپ کی ذات مبارکہ قرآن حکیم کی اس آیت کریمہ کی حسین تصویر تھی۔

یُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓی اَنْفُسِھِمْ وَلَوْ کَانَ بِھِمْ خَصَاصَۃٌ۔

(الحشر آیت نمبر ۱۰)

"وہ خود ضرورت مند ہونے کے باوجود اپنے نفسوں پر دوسروں کو ترجیح دیتے ہیں۔"

آپ کا ایک اور بڑا وصف اپنے عزیز و اقارب سے حسن سلوک ہے آن کی ساری زندگی اس کوشش میں صرف ہوئی کہ یہی خلق وہ اپنی اولاد میں پیدا کر دیں اور اگر کوئی بچہ ذرا سا بھی اس حسین خلق کا اظہار کرتا تو اس سے بہت خوش ہوتیں۔ کیونکہ وہ جانتی تھیں کہ خدا کا مقرب اور پیارا بننے کا یہی اصول ہے۔

الغرض جب میں کبھی تنہائی میں اپنی والدہ محترمہ کی ذات اور زندگی کا تجزیہ کرتا ہوں تو یہی نتیجہ سامنے پاتا ہوں کہ اُن کے وجود کا ذرہ ذرہ اس بات کی گواہی دیتا تھا کہ وہ ہمہ تن اپنے رب کی راہوں کی متلاشی تھیں۔ اور ان کی ذات کا مطالعہ کرنے کے بعد میں اپنے رب کی حمد کرتا ہوں کہ کیسا حسین اخلاق کا نمونہ تھا جس کے وجود کے انگ انگ میں خدا اور اس کے پیارے رسولؐ کی محبت بھری ہوئی تھی۔ خدا کرے کہ ہم بھی انہی راہوں پر چلنے والے ہوں۔ اور صحیح معنوں میں اپنی والدہ کی روح کی تسکین کا سامان پیدا کر سکیں۔

میری والدہ محترمہ ۱۶ اپریل ۱۹۸۳ء کو نقل مکانی کر کے راولپنڈی سے لاہور تشریف لائیں۔ اپنی زندگی کا آخری رمضان بڑے اہتمام سے گذارا۔ ان کی صحت دیکھ کر اگر کہا جاتا کہ آپ روزے چھوڑ دیں تو کہتی تھیں۔ پتہ نہیں یہ پھر نصیب ہوں گے یا نہیں یوں معلوم ہوتا ہے کہ جیسے وہ اس راز سے آگاہ تھیں کہ اب ان کا وقت آگیا ہے۔

آپ عید الاضحیہ کے لئے اپنے بیٹے کرنل عبدالمجید ملک کے پاس ۷ ستمبر ۱۹۸۳ء کو نوشہرہ تشریف لے گئیں۔ واپسی پر ناسازی طبع بہانہ بنی اور پتہ کے اپریشن کے لئے ۱۵ اکتوبر کو ہسپتال میں داخل ہوئیں۔ اور آخر ۳۱ اکتوبر ۱۹۸۳ء کو بروز سوموار صبح ساڑھے دس بجے اس جہاں سے رخصت ہو کر اپنے رب کریم کے حضور حاضر ہو گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

اپنی وفات سے ایک روز قبل اپنی بڑی بیٹی کو اپنی وفات سے متعلق مطلع کر دیا تھا۔ آپ کے ارد گرد خدا کے فضل سے خوشبو کی لہریں اٹھ رہی تھیں آپ آخر وقت تک خدا کے فضل سے ہوش میں تھیں اور فرماتی رہیں کہ جس گھاٹی میں سے اس وقت میں گذر رہی ہوں تم سب کو اس میں سے گذرنا ہے اور آخری فقرہ وفات سے پہلے تقریباً ایک یا دو منٹ پہلے والدہ محترمہ کی زبان مبارک پر جاری ہوا وہ یہ تھا کہ "دودھ لے لو دودھ والا آیا ہے" خدا جانے کہ ان کو اس وقت کس چیز کا نظارہ کرایا گیا تھا۔

میری والدہ کے جن جن سے تعلقات تھے وہ آج تک ان کو یاد کرتے ہیں۔ انہوں نے اپنے دل میں ان کو بسایا ہوا ہے۔ میں ان میں سے ایک کا ذکر کرتا ہوں۔

محترمہ امۃ الحفیظ صدیقی صاحبہ صدر حلقہ صدر گوالمنڈی راولپنڈی مصباح میں ایک مضمون میں تحریر فرماتی ہیں۔

"مرحومہ بہت سی خوبیوں کی مالک تھیں۔ ملنسار اور ہر ایک کے دکھ درد میں کام آنے والی۔ بہت دعا گو اور تہجد گذار اور نمازوں کی پابند۔ کوئی بھی مشکل مسئلہ پیش ہو نہایت ہی خوش اسلوبی سے سلجھا دیتی تھیں۔"

میری والدہ محترمہ جب راولپنڈی سے نقل مکانی کر کے لاہور تشریف لائیں تو بہت آزردہ تھیں ان کو راولپنڈی سے ایک لگاؤ تھا۔ چنانچہ جب لجنہ اماء اللہ راولپنڈی کی جانب سے ان کو الوداعی پارٹی دی گئی۔ تو اس میں انہوں نے اپنے دل کے غم کا اظہار ایک نظم کی صورت میں کیا مگر کسی کو کیا معلوم تھا کہ یہی اشعار درحقیقت در پردہ ان کی اس جہان سے روانگی کی ترجمانی کر رہے ہیں۔ کیونکہ آپ کی وفات تقریباً نقل مکانی کے سات ماہ بعد ہوئی۔

ان میں سے چند اشعار یہ ہیں۔

رخصت اے یارانِ محفل الوداع اے مہرباں
جاتے ہیں ہم چھوڑ کر پھولا پھلا یہ گلستاں
چند برس ہم چہچہا کر اس چمن سے اڑ چلے
کیا یہ صدمہ اس کی فرقت کا اٹھا لے گی یہ جاں
نہ لگانا ہم پہ یہ الزام کہ ہیں بے وفا
ہے یہی دستور عالم اور آئین جہاں

عاجز اپنے رب کریم کے حضور دعا گو ہے اور تمام قارئین سے درخواست کرتا ہے کہ وہ بھی اس عاجز کی والدہ محترمہ کے لئے درد مندانہ طریقہ سے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل و کرم سے میری والدہ کو اپنی رحمت کے سایہ تلے رکھے اور اپنے فضلوں کا وارث بنائے اور حضرت رسول کریمؐ اور حضرت مسیح موعود اور اپنے سب پیار کرنے والوں کا قرب عطا فرمائے آمین۔ ثم آمین۔

بیٹھے میں ہو کمانے والے
احمدی فرد کو اصلی آمد کے مطابق
شامل کیا جائے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اعلانِ نکاح

● — خاکسار کے برادر اصغر عزیز مبارک احمد انجینئر ابن مکرم محمد شفیع صاحب سلیم پوری آف واہ کینٹ کی شادی عزیزہ صبیحہ بنت مکرم شیخ مشتاق احمد صاحب آف گلبرگ لاہور کے ساتھ مورخہ ۲۴ نومبر بروز ہفتہ عمل میں آئی۔ بارات ۲۴ نومبر کو سلیم پور سیالکوٹ سے لاہور گئی جہاں نکاح و تقریب رخصتانہ منعقد ہوئی۔ نکاح کا اعلان مکرم سید احمد علی شاہ صاحب نائب ناظر اصلاح وارشاد نے مبلغ ۳۰ ہزار روپیہ حق مہر پر کیا۔ اور رخصتانہ سے قبل دعا کروائی۔ ۲۵ نومبر کو خاکسار کے والد صاحب نے اپنے گھر واقع سلیم پور ضلع سیالکوٹ میں دعوت ولیمہ کا اہتمام کیا۔ بعد دعوتِ طعام خاکسار نے دعا کرائی۔ خاندان حضرت اقدس و جملہ احباب سے اس رشتہ کے بابرکت اور مثمر ثمرات حسنہ ہونے کے لئے دعا کی درخواست ہے

(ناصر احمد قمر۔ مربی سلسلہ)

● — خاکسار کی بیٹی عزیزہ صفیہ تسنیم صاحبہ کا نکاح ہمراہ عزیز چوہدری منیر احمد صاحب انجم ابن چوہدری فضل احمد صاحب ساکن ۲۸۷ پلاسور مورخہ ۱۰ نومبر بروز بدھ مبلغ دس ہزار روپیہ حق مہر پر مکرم سعید احمد اطہر صاحب شاہد مربی سلسلہ نے پیپلز کالونی نمبر ۲ فیصل آباد میں پڑھا۔ احباب سے اور افراد خاندان سے درخواستِ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو دونوں خاندانوں کے لیے بابرکت کرے آمین۔

(چوہدری محمد انور آف چک جھمرہ ۱۹۵ بی پیپلز کالونی نمبر ۲ فیصل آباد)

سیکرٹریاں ناصرات ہفتہ وقف جدید منائیں

تمام سیکرٹریاں ناصرات چندہ وقف جدید کی وصولی کے لئے ۵ دسمبر تا ۱۱ دسمبر ہفتہ وقف جدید منائیں اور جلد از جلد وصولی کر کے رقم مرکزی دفتر وقف جدید کو ۲۰ دسمبر تک ارسال کر دیں اور چندہ وقف جدید کی رقم کے ساتھ چندہ ناصرات لکھنا نہ بھولیں ورنہ چندہ اطفال کی مد میں جمع ہو جائے گا۔

(سیکرٹری ناصرات الاحمدیہ مرکزیہ)

تحریکِ جدید کے دفتر دوم کے مجاہدین کے متعلق

محبوب امام کی نصیحت

"اس دفتر کو بھی میں یہی نصیحت کرتا ہوں کہ جو دوست فوت ہو چکے ہیں دفتر دوم کی آئندہ نسلیں ان کے نام کو زندہ رکھنے کی خاطر یہ عہد کریں کہ کوئی فوت شدہ اس لسٹ سے غائب نہ ہونے دیا جائے گا اور ان کی قربانیاں جاری رہیں گی تاکہ ہمیشہ ہمیش کے لئے اللہ کے نزدیک وہ فعال شکل میں نظر آئیں"۔ (وکیل المال اول)

ضروری اعلان برائے کارکنات جلسہ سالانہ

امسال جو بچیاں اور خواتین جلسہ سالانہ کے موقع پر جلسہ گاہ اور قیام گاہ میں ڈیوٹی دینا چاہتی ہیں وہ اپنا نام مکمل کوائف کے ساتھ حلقہ کی وساطت سے ۲۰ نومبر تک بھجوا دیں۔ مکمل کوائف سے مراد یہ ہے کہ کیا عمر ہے کیا تعلیم ہے تاکہ اس کے مطابق کام دیا جائے اور یہ بھی کہ گزشتہ سال کیا کام کیا تھا یا پہلی بار نام پیش کر رہی ہیں۔

(جنرل سیکرٹری لجنہ مرکزیہ)

نکاح کی سب سے بڑی غرض تقویٰ اللہ ہونی چاہیئے

حضرت مصلح موعود نور اللہ مرقدہٗ فرماتے ہیں

"نکاح کی سب سے بڑی غرض تقویٰ اللہ ہونی چاہیئے (دین حق) کا فخر اور حقیقت یہی ہے۔ کہ تمام امور کو خدا تعالیٰ کی طرف پھیر کر لاتا ہے۔ چھوٹی سے چھوٹی بات ہو۔ یا بڑی سے بڑی۔ ہم دیکھتے ہیں۔ کہ (دین حق) اسے بھی آخر کار خدا کی طرف لے آتا ہے جیسے کھانے پینے کے وقت حکم دیتا ہے۔ کہ بسم اللہ پڑھو۔ ختم کرنے کے وقت بتاتا ہے۔ کہ الحمد للہ کہو۔ یعنی خدا تعالیٰ کو یاد کرتے ہوئے شروع کرو۔ اور یاد ہی کرتے ہوئے ختم کرو۔ اسی طرح کپڑے پہننے چلنے پھرنے کے لیے علیحدہ دعائیں ہیں۔ حتیٰ کہ سونے کے وقت بھی دیا ہے اس وقت بھی یہی کہا جاتا ہے۔ کہ خدا کو یاد کر کے سو رہو۔ شاید رات کو جان نکل جائے۔ غرض ہر وقت ہر گھڑی اور ہر موقع پر ..... خدا تعالیٰ کی طرف توجہ دلائی اور ہر بات میں خدا تعالیٰ کا ذکر رکھا ہے۔ اگر کسی حالت میں تغیر ہوتا ہے تو بھی خدا کو یاد کرنے کا حکم ہے۔ اگر دن کو زوال ہوتا ہے۔ تو بھی خدا کو یاد کرنے کا حکم ہے۔ اگر روشنی نمودار ہو۔ تو بھی خدا کو یاد کرنے کا حکم ہے۔ غرض ہر فعل میں ہم کو اس طرف توجہ دلائی گئی ہے کہ خدا تعالیٰ کو مدنظر رکھو"۔

(خطباتِ محمود جلد سوم صفحہ ۱۶۵ تا صفحہ ۱۶۶)

اپنی زندگیاں محض خدا کیلئے وقف کریں

حضرت المصلح الموعود نور اللہ مرقدہٗ فرماتے ہیں کہ:۔

"ہمارے مدِ نظر صرف ایک ہی چیز ہے اور وہ یہ کہ ہم چاہتے ہیں کہ ہمارے بچے اور ہمارے دامادا اپنی زندگیوں کو محض خدا کے لیے وقف کریں۔ لوگ دنیا میں مختلف چیزیں مدِ نظر رکھتے ہیں۔ مگر ہمارے لیے صرف ذات الدین ہی ہے۔ اس لیے ہم امید کرتے ہیں کہ عزیز رشید احمد ہماری حسن ظنی کو پورا کریں گے۔ میں جانتا ہوں کہ اس وقت ایسی رو چل ہوئی ہے۔ کہ ہر شخص دنیوی ترقی چاہتا ہے۔ میں اس کا مخالف نہیں ہوں۔ مگر ہم کہتے ہیں کہ دنیوی ترقی بھی دین کے ماتحت ہو۔ اس لیے بھی ہماری غرض دین ہے۔ عزیزہ امۃ السلام میرے بھائی کی لڑکی ہے مگر میں اپنی لڑکی کے متعلق بھی یہی پسند کروں گا کہ اگر دنیا میں کوئی خریدار نہ رہے۔ اور ایک جو بڑا ..... خدا کا محبوب ہو۔ تو میں اس کو سو میں سے سو درجے پسند کروں گا۔ اور مطلقاً پرواہ نہ کروں گا۔ کہ میں بڑے خاندان سے ہوں۔ اور علم والے خاندان سے تعلق رکھتا ہوں۔ اور وہ ادنیٰ قوم سے ہے میں صرف خدا کی یاد کی خوبی کو سب سے بڑی خوبی جانوں گا"۔

(مرسلہ: نظارت اصلاح وارشاد) (خطباتِ محمود جلد سوم صفحہ ۱۷۰)

ماہنامہ تحریک جدید

● — ماہنامہ تحریک جدید آپ خود بھی مطالعہ فرمائیں اور اپنے بچوں کو خصوصاً طالب علم بچوں کو بھی مطالعہ کے لئے دیں۔

● — جو دوست اس کے خریدار نہیں ہیں انہیں بھی مطالعہ کے لئے دیں اور اگر وہ خریدار بننا چاہیں تو ہمیں اطلاع دیں۔

● — اگر آپ کی طرف چندہ واجب الادا ہے تو مہربانی فرما کر ادائیگی کا انتظام فرمائیں

● — پرچہ کے ریپر پر "توجہ طلب" کی مہر آپ کی یاددہانی کے لئے ہے۔

(انتظامیہ ماہنامہ تحریک جدید)

عہدہ داران جماعت عشرہ وصولی وقف جدید کو کامیاب بنائیں

ناظم مال وقف جدید

Digitized by Khilafat Library Rabwah

لجنہ اماء اللہ برطانیہ کے کامیاب و کامران سالانہ اجتماع کا انعقاد

ناصرات کے اجتماع میں حاضری ۴۰۰ اور لجنہ کے اجتماع میں حاضری ۷۰۰ رہی

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ نے اردو اور انگریزی میں خطابات فرمائے

مؤرخہ ۱۴-۱۵ اگست ۱۹۸۴ء کو محمود ہال میں ناصرات الاحمدیہ و لجنہ اماء اللہ کے اجتماعات منعقد ہوئے۔

ناصرات الاحمدیہ کا پروگرام تلاوت کلام پاک سے شروع ہوا جو منصورہ ناصر صاحبہ نے کی نظم اور عہد دہرائے جانے کے بعد محترمہ مسز سلام صاحبہ صدر لجنہ اماء اللہ برطانیہ نے بچیوں سے خطاب فرمایا۔ خطاب کے بعد مختلف گروپوں کے تلاوت کلام پاک، اردو تقاریر، انگریزی تقاریر اور نظم کے مقابلہ جات ہوئے۔ حفظ قرآن، انگریزی تقاریر اور نظم سیمی فائنل مقابلے بچیوں کی تعداد زیادہ ہونے کی وجہ سے خیمہ میں کروائے گئے۔ ساڑھے پانچ بجے تک بچیوں کے تمام مقابلہ جات ختم کروا دیئے گئے عصر کی نماز کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز تشریف لائے آپ کے کرسیٔ صدارت پر تشریف فرما ہونے کے بعد قدسیہ رشید نے تلاوت کلام پاک کی اور عنبرین کھوکھر نے نظم پڑھی۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے بچیوں سے انگریزی میں خطاب فرمایا۔ آپ کے خطاب اور دعا کے بعد حضرت سیدہ آصفہ بیگم صاحبہ، بیگم حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بچیوں میں انعامات تقسیم فرمائے اور تقریباً ساڑھے سات بجے پہلے دن کا اجلاس برخواست ہوا۔ پہلے دن کی حاضری تقریباً ۴۰۰ تھی۔

رات ۹ بجے مجلس شوریٰ منعقد کی گئی جس میں سترہ لجنات کی نمائندگان نے شرکت کی۔ سیکرٹری مال نے آئندہ سال کا بجٹ پیش کیا جو کہ کثرت رائے سے منظور کیا گیا۔ شعبہ اشاعت کی سیکرٹری محترمہ ساجدہ حمید صاحبہ نے رسالہ "کوکب" کی مشکلات نمائندگان کے سامنے پیش کیں اور مالی اور قلمی اعانت کے لئے کہا اور کم از کم ۱۰۰۰ پونڈ کی گرانٹ رسالہ کے لئے مانگی تمام ممبرات نے رسالہ کی خریداری بڑھانے کا وعدہ کیا اور فی الحال ۵۰۰ پونڈ گرانٹ دینے کی تجویز کو منظور کیا دعا کے بعد شوریٰ کی کارروائی اختتام پذیر ہوئی۔

دوسرے دن کا پروگرام محترمہ سلیمہ نذیر کی تلاوت سے شروع ہوا نظم محترمہ مجیدہ ظفر صاحبہ نے پڑھی عہد کے بعد حسن قرات، انگریزی تقاریر گروپ اول و دوم کے مقابلہ جات ہوئے۔ کھانے اور نماز کے وقفہ کے بعد ڈھائی بجے دوسرا اجلاس شروع ہوا۔ تلاوت کلام پاک اور نظم کے بعد اردو تقاریر گروپ اول و دوم کے مقابلہ جات ہوئے حفظ قرآن اور دینی معلومات کے مقابلہ جات خیمہ میں کروائے گئے فی البدیہہ تقریری مقابلہ جات اور بیت بازی کے مقابلہ کے بعد ساڑھے چار بجے حضرت سیدہ مہر آپا صاحبہ مدظلہا العالی نے مستورات سے خطاب فرمایا اور بچیوں میں انعامات تقسیم فرمائے۔ ساڑھے پانچ بجے نماز عصر کا وقفہ دیا گیا۔ ساڑھے چھ بجے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز تشریف لائے۔ آپ کے کرسیٔ صدارت پر رونق افروز ہونے کے بعد محترمہ عارفہ امتیاز صاحبہ نے قرآن کریم کی تلاوت کی۔ اور مریم میر صاحبہ نے نظم پڑھی۔

محترمہ مسز سلام صاحبہ نے لجنہ کی مختصر رپورٹ پیش کی۔ آپ کے بعد محترمہ طیبہ کریم صاحبہ نے اپنا منظوم کلام جو حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ کی شان میں کہا گیا تھا پیش کیا۔ اس کے بعد حضور نے مستورات سے اردو اور انگریزی میں خطاب فرمایا آپ کے پُرمعارف اور دلنشین خطاب کے بعد آٹھ بجے اجتماعی دعا کے ساتھ یہ اجتماع اختتام پذیر ہوا۔ حاضری تقریباً ۷۰۰ تھی۔

(سیکرٹری لجنہ اماء اللہ مرکزیہ شعبہ لجنات بیرون)

ناظمین اطفال متوجہ ہوں

شعبہ تعلیم مجلس اطفال الاحمدیہ مرکزیہ کی طرف سے پہلی سہ ماہی کے لئے مضمون نویسی کا عنوان

"سیرت حضرت بلالؓ"

مقرر کیا گیا ہے زیادہ سے زیادہ اطفال اس مقابلہ میں حصہ لیں۔

(سیکرٹری تعلیم اطفال الاحمدیہ مرکزیہ)

تلاش گمشدہ گھڑی

ایک ڈیجیٹل گھڑی CASIO جمعہ کے وقت البیت الاقصیٰ میں گر گئی ہے۔ جن کو ملے براہ کرم بیت الفضل ۲۹/۲۵ دارالرحمت شرقی میں پہنچا کر عند اللہ ماجور ہوں۔

صف دوم کے معلمین کی چودھویں کلاس

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نور اللہ مرقدہٗ کی ہدایات فرمودہ ۲ر جنوری ۱۹۷۹ء کی تعمیل میں حسب سابق دفتر وقف جدید ۱۵ر جنوری ۱۹۸۵ء سے سہ ماہی تربیتی کلاس کا اہتمام کر رہا ہے۔ یہ کلاس تین ماہ جاری رہے گی۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔

اس تحریک کی اولین مخاطب ایسی جماعتیں ہیں جو تربیت کی زیادہ محتاج ہیں۔ وہ اپنے ایک ایک دو دو نمائندے ضرور اس کلاس میں بھجوائیں۔ عمر اور تعلیم کا کوئی خاص معیار نہیں۔ البتہ صحت اچھی ہو اور کچھ لکھنا پڑھنا آتا ہو اور تعلیم و تربیت کا خاص شوق اور جذبہ ہو۔

کلاس میں شامل ہونے والے طلباء کی درخواستیں ۱۵ر دسمبر ۱۹۸۴ء تک مع کوائف نام مع ولدیت۔ عمر۔ تعلیم۔ دفتر وقف جدید میں پہنچ جانی ضروری ہیں۔ دوران تعلیم قیام و طعام کا انتظام مرکز کرے گا۔ بستر اپنا لانا ہوگا۔ اسی طرح قرآن مجید بھی اپنے ہمراہ لیتے آئیں۔ درخواستیں مقامی پریذیڈنٹ کی تصدیق کے ساتھ آنی چاہئیں۔

(ناظم ارشاد۔ وقف جدید)

ہر صاحب استطاعت احمدی کا فرض ہے کہ اخبار الفضل خود خرید کر پڑھے۔

دعائے مغفرت

مکرم میاں مولا بخش صاحب دارالعلوم شرقی مورخہ ۸۴ء۱۱ء۵ صبح سات بجے انتقال فرما گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ تدفین اسی روز شام عمل میں آئی۔

اُن کی یادداشت کے مطابق ۱۹۰۲ء میں جماعت احمدیہ پھنبیاں ضلع ہوشیارپور کے متعدد دوسرے بزرگوں کے ساتھ ہی احمدیت قبول کرنے کی سعادت پائی۔ اس طرح ایک لمبا عرصہ احمدیت کی ترقی کا دور دیکھنا نصیب ہوا۔ وفات پر عمر سو سال سے اوپر تھی۔ احباب سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اُن کی مغفرت فرمائے اور اُنہیں اپنی خاص رحمت سے نوازے۔ آمین۔

(ڈاکٹر نذیر احمد۔ دارالعلوم شرقی۔ ساہیوال روڈ ربوہ)

حضرت حکیم نظام جان کے فرزند اور جانشین

حکیم انوار احمد جان

۵-۶-۷ دسمبر

دواخانہ حکیم نظام جان چوک اقصیٰ ربوہ میں مطب فرمائیں گے

مینجر دواخانہ حکیم نظام جان، کالج روڈ چوک اقصیٰ ربوہ: فون: 558

گارنٹی - گارنٹی - گارنٹی

اجباب توجہ فرمائیں

آٹومیٹک۔ ایکسٹرنکس اور ہر قسم کی گھڑیوں کی تسلی بخش مرمت

(کیلئے ہماری خدمات حاصل کریں)

سٹیزن سنٹر

(انا واچ ایکسپرٹ)

بالمقابل ریلوے سٹوڈیو۔ اقصیٰ روڈ۔ ربوہ